

بالکل یہی کیفیت گریبان
کی ہے۔ اگر وہ پھٹ کر
دامن تک پہنچ جائے تو
سمجھ لینا چاہیے کہ لباس
کے باغ میں ایک پھول
کھلا اور اس نے عزت اُرد
کا مقام حاصل کر لیا۔ اگر
وہ پھٹ کر دامن تک نہیں
پہنچ سکتا تو لباس کے لیے
باعث ننگ و عار بن جائے گا
اور اس کی حیثیت وہی
ہوگی جو باغ سے باہر
پھول کی ہوتی ہے۔ یعنی
وہ ٹھکانے سے محروم ہو
جاتا ہے۔

شعر میں پہلے گریبان کے
پھٹ کر دامن تک آنے
کو پھول کے کھلنے سے
تشبیہ دی اور کوئی شبہ نہیں
کہ جس لباس کو پارہ پارہ
کر کے دامن تک پہنچا دیا

جائے، وہ کھلے ہوئے پھول سے مشابہ ہوگا، کیونکہ اس کی پتیاں بھی کھلنے کے بعد
وہی ہی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ پھر دامن کے گھیرے کو گلشن کے برابر رکھا، جس میں چاک

روفق ہستی ہے عشق خانہ ویراں ساز سے
انجن بے شمع ہے، گر برق خرمین میں نہیں
زخم سلوانے سے، مجھ پر چارہ بوٹی کا ہے طعن
غیر سمجھا ہے کہ لذت زخم سوزن میں نہیں
بسکہ ہم ہیں اک بہارِ ناز کے مارے ہوئے
جلوہ گل کے سوا، گرد اپنے مدفن میں نہیں
قطرہ قطرہ اک ہیوئی ہے نئے ناسور کا
خوں بھی، ذوق درد سے، فارغ مرے تن میں نہیں
لے گئی ساتی کی نخوت، قلمِ آشامی مری
موجِ مے کی آج رگ، مینا کی گردن میں نہیں
ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود
قد کے جھکنے کی بھی گنجائش مرے تن میں نہیں
تھی وطن میں شان کیا، غالب! کہ ہو غربت میں قدر
بے تکلف، ہوں وہ مشتبہ خس کہ گلخن میں نہیں